Heroes who fulfill their personal sense of destiny

سورما جو اپنی شخصی رویا کو پایہء تکمیل تک پہنچاتے ہیں

The Doctrine of Mental Attitude Sins.

ذہنی رویہ کے گناہ

کے نظریہ کی تعلیم

(حصہ سوم)

جنوری 2011

مصنف: رابرٹ آر میک لاف لن

مترجم: پاسٹر پرویز رحمت مسیح

GRACE BIBLE CHURCH PAKISTAN

www.gbcpakistan.org

ذہنی رویہ کے گناہ
کے نظریہ کی تعلیم
(حصہ سوم)

جنوری 2011

ہم ذہنی رویہ کے تعلق سے اپنا مطالعہ جاری رکھتے ہیں۔ پہلا نکتہ ہماری وضاحت پر مبنی تھا۔ ہمارا ذہنی رویہ وہ مقام ہے جہاں ہم اپنی مناسب تحریک کو پروان چڑھاتے ہیں اور یہ ایسا مقام بھی ہے جہاں ہم اکثر گناہ کرتے ہیں۔ ذہنی رویوں کے یہ گناہ گھمنڈ، غرور، حسد، سنگدلی، تلخی، بغض، انتہا درجہ ہوس پرستی، دوسروں کی عدالت کرنا، نفرت، اور خون کرنے جیسی باتوں پر مشتمل ہیں۔ یہ گناہ ہمارے کردار اور زندگیوں کو تباہ کر سکتے ہیں اور ہم اِن پر غالب آنے کے لئے اِن مشکلات کے حل کیلئے خدا کی طرف سے مہیا کردہ دس آلات استعمال نہ کرنے کے پچھتاوے میں رہ جاتے ہیں۔

اس کے بعد ہمیں انسانی جان اور انسانی روح کے درمیان فرق کو سمجھنا ضروری ہے۔ عبرانیوں 12:4 ''کیونکہ خدا کا کلام زندہ اور موثر (یہ زندہ اور قوی ہے) اور ہر ایک دودھاری تلوار سے زیادہ تیز ہے اور جان اور روح اور بند بند اور گودے کو جُدا کر کے گذر جاتا ہے اور دل اور خیالوں اور ارادوں کو جانچتا ہے۔''

بائبلی انفرادی بیان نے جان کے درمیان امتیاز قائم کیا ہے جہاں ہمارے ذہنی رویّے موجود ہوتے ہیں، اور روح جہاں خدا کے ساتھ رفاقت کی لیاقت موجود ہوتی ہے۔ خدا ہمارے ایسے ذہنی رویّے نہیں چاہتا جن میں معلومات ہی بھری ہوں بلکہ اس واسطے کہ اُس روحانی دنیا کی بابت ہماری آنکھیں کھُلی رہیں جس کا ہم نے کبھی خواب بھی نہ دیکھا ہو بلکہ وہ تو ہمارے انسانی فہم سے بھی بالاتر ہے۔

افسیوں 18:3 ''سب مقدسوں سمیت بخوبی معلوم کرسکو کہ اس کی چوڑائی اور لمبائی اور اونچائی اور گہرائی کتنی ہے۔''

باطنی انسان یا انسانی روح جو نجات کے وقت دی جاتی ہے، وہ جان نہیں ہے۔ یہ سچ ہے کہ خدا ہمارے دلوں کا نگہبان ہے اور چاہتا ہے کہ ہم ''اُس کے خیال'' سوچیں، روحانی تناظر رکھیں، لیکن ہماری زندگیوں کی بابت یہ اُس کا آخری مقصد نہیں ہے۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ اُس کا آخری مقصد ہمارے ساتھ شخصی تعلق رکھنا ہے جو کہ ہمارے ذہنوں اور خیالوں کے فہم کی حدوں سے بھی بڑھ کر ہے۔ یعنی اصل مقصد خدا کے ساتھ شخصی تعلق رکھنا ہے جو ہماری سمجھ بوجھ کی صلاحیت سے بھی بالاتر ہے۔ ذہنی رویّہ ایسا نہیں جو خدا کی طرف سے ردِعمل کو تیز کردے یا متحرک کرے، یہ ہماری انسانی فطرت کا وہ حصہ ہے جو ہمیں اس حقیقت کو سمجھنے اور قبول کرنے کا موقع دیتا ہے کہ وہ ہماری زندگیوں میں کام کرتا رہتا ہے، اس حقیقت کو سمجھے اور قبول کئے بغیر بھی کہ وہ کام کرتا چلا آ رہا ہے۔ ہمارے باطنی رویہ کا انسان ایسا نہیں جیسا رومیوں 22:7 میں بیان کیا گیا ہے، بلکہ یہ ہماری انسانی روح ہے ''کیونکہ باطنی انسانیت کی رُو سے تو میں خدا کی شریعت کو بہت پسند کرتا ہوں۔'' یہ انسانی جان کا ذہنی معیار نہیں بلکہ یہ انسانی

روح ہے جیسا کہ افسیوں 16:3 میں بیان کیا گیا ہے کہ ''وہ اپنے جلال کی دولت کے موافق تمہیں یہ عنایت کرے کہ تم اس کے روح سے اپنی باطنی انسانیت میں بہت ہی زور آور ہو جاؤ۔''

انسان کی اصل تخلیق میں انسانی جسم کو انسانی روح اُس وقت ملتی ہے جب اُس میں ''زندگی کا دم'' پھونکا جاتا ہے، پیدائش 7:2۔ پہلا آدم تین صفات کے ساتھ پیدا کیا گیا تھا، پیدائش 7:2، یعنی اُس کا ایک بدن، جان اور ایک روح تھی۔ پیدائش 7:2 میں ''اور خداوند خدا نے زمین کی مٹی سے انسان کو بنایا اور اس کے نتھنوں میں زندگی کا دم پھونکا تو انسان جیتی جان ہوا۔'' یہاں استعمال کیا گیا عبرانی لفظ صیغہ جمع میں ہے اور اس کے معنی ہیں زندگی کی سانسیں، جس کا اشارہ جان اور روح کی طرف ہے۔ اس کا اشارہ جسم کی طرف نہیں ہو سکتا کیونکہ جسم میں جان نہیں ہوتی۔ عورت کے رحم میں پڑنے والے جسم میں زندگی ہوتی ہے لیکن وہ حیاتیاتی زندگی ہے جسے ماں کی زندگی کا تسلسل کہا جا سکتا ہے۔ جسم میں ذاتی زندگی یا روح نہیں ہوتی اور یہی وجہ ہے کہ جب ایک بار روح اور جان بدن یعنی جسم کو چھوڑ جائیں تو وہ ایک مردہ لاش کی طرح پڑا رہ جاتا ہے۔

بے ایمان کے لئے یہ ہے کہ اُس کی روح عالمِ برزخ یا عالمِ ارواح میں چلی جاتی ہے لیکن اُس کا بدن قبر میں پڑا رہتا ہے۔ ایمانداروں کے لئے یہ ہے کہ جان اور روح آسمان پر چلے جاتے ہیں لیکن بدن قبر میں پڑا رہتا ہے۔ جب کوئی بدن رحم میں پروان چڑھتا ہے تو خدا اُس کو جان عطا کر کے اُس کی زندگی کو حیاتیاتی نظام کے ساتھ منسلک کر دیتا ہے۔ جب خدا آدم اور حوا کو بنا چُکا تو اُس نے اُنہیں حکم دیا۔

پیدائش 2:16-17 ''اور خداوند خدا نے آدم کو حکم دیا اور کہا کہ تُو باغ کے ہر درخت کا پھل بے روک ٹوک کھا سکتا ہے۔ لیکن نیک و بد کی پہچان کے درخت کا کبھی نہ کھانا کیونکہ جس روز تُو نے اُس میں سے کھایا تُو مرا۔''

''تُو مرا'' ایک عبرانی فقرہ ہے ''مُوتھ تامُوتھ'' پہلے ''مُوتھ'' کا ترجمہ ہے مرنا جس کا اشارہ روحانی موت کی طرف ہے اور پھر خدا اسی فعل کو دہراتا ہے اور اس مرتبہ کہتا ہے ''تامُوتھ''۔ عبرانی زبان میں اس فعل کا دہرایا جانا اس فعل کے معنوں کو مضبوطی بخشتا ہے، لہٰذا اس کا عمومی ترجمہ یہ کیا جاتا ہے کہ ''تُو ضرور ہی مر جائے گا۔'' دراصل ترجمہ کرنے والوں نے ''مر جائے گا'' جیسے فعل کو دہرانے کی بجائے لکھا ہے ''ضرور ہی مر جائے گا۔''

تاہم، دو طرح کی اموات ہیں جن کا یہاں عمل دخل ہے، اور درست وضاحتی ترجمہ کچھ اس طرح سے ہے ''تُو مرے گا اور یقیناً مرے گا۔'' یا روحانی موت کا شکار ہو کر تُو جسم کی موت مر جائے گا۔''

گناہ کی مزدوری روحانی موت ہے نہ کہ جسمانی موت، گناہ گار ہونے کے نتیجہ میں اور گناہ آلود فطرت لینے کی صورت میں ہم بالآخر مرتے ہی ہیں، اور یہ دوسری موت ہے یعنی جسم کی موت۔ یہ کہنا کہ گناہ کی مزدوری جسم کی موت ہے صلیب پر یسوع کے نجات کے کام کا انکار کرنے کے مترادف ہے۔ اگر گناہ کی مزدوری محض جسمانی موت ہوتی تو خدا اپنے بیٹے کو صلیب کی اذیتوں میں سے اس طرح گزرنے نہ دیتا، بلکہ اُس نے اس لئے ایسا کیا کیونکہ ہم روحانی موت مرتے ہیں۔ جب یسوع نے یہ الفاظ کہے Tetelesti ''تیتیلیستائے''...... یعنی تمام ہوا، تو وہ اس وقت بھی

اپنے جسم میں زندہ تھا۔ گناہ کی قیمت چُکائی جا چکی تھی، اور یسوع مسیح ذہنی طور پر بھی زندہ تھا، جو کہ اُس کی جان کا حصہ ہے، اور جسم کے اعتبار سے بھی ہنوز زندہ تھا۔ پھر ایک وقت آیا جب صلیب پر سے وہ روح کی موت مرا۔ اسی لئے ہم پیدائش 3:1-4 میں شیطان کے فریب کو اور خدا کے ساتھ انسان کے روحانی تعلق کا کھو جانا دیکھتے ہیں ''اور سانپ کُل دشتی جانوروں سے جن کو خداوند خدا نے بنایا تھا چالاک تھا، اور اس نے عورت سے کہا، کیا واقعی خدا نے کہا ہے کہ باغ کے کسی درخت کا پھل تُم نہ کھانا؟ عورت نے سانپ سے کہا کہ باغ کے درختوں کا پھل تو ہم کھاتے ہیں۔ پر جو درخت باغ کے بیچ میں ہے اس کے پھل کی بابت خدا نے کہا ہے کہ تُم نہ تو اُسے کھانا اور نہ چھونا ورنہ مر جاؤ گے۔ تب سانپ نے عورت سے کہا تم ہرگز نہ مرو گے۔

اُس نے دراصل یہ کہا تھا ''لو۔ مُوتھ تے۔ موُتھون'' تم مرو گے مگر نہیں مرو گے۔''

پیدائش 3:5 ''بلکہ خدا جانتا ہے کہ جس دن تُم اسے کھاؤ گے تمہاری آنکھیں کھُل جائیں گی (یعنی تمہاری انسانی جان کی ذہنیت تمہاری انسانی روح پر غالب آ جائے گی)۔ اور تم خدا کی مانند نیک و بد کے جاننے والے بن جاؤ گے۔''

یہی وجہ ہے کہ مسیح کی رفاقت کے وقت جو کہ کلیسیائی دور سے بھی پہلے ہے، خداوند نے نکُدیمس سے کہا کہ تجھے نئے سرے سے پیدا ہونا ضرور ہے، بدن کے اعتبار سے نہیں بلکہ روح کے اعتبار سے۔

پیدائش 3:6 ''عورت نے جو دیکھا کہ وہ درخت کھانے کے لئے اچھا اور آنکھوں کو خوشنما معلوم ہوتا ہے اور عقل بخشنے کے لئے خوب ہے تو اس کے پھل میں

سے لیا اور کھایا اور اپنے شوہر کو بھی دیا اور اُس نے کھایا۔" اس سے اگلی آیات میں، اُن کی انسانی روح کی رہنمائی کے بغیر ہی اُن کی آنکھیں کھُل گئیں اور انہوں نے جانا کہ وہ ننگے ہیں اور خدا کی حضوری کے خوف سے آدم اور اس کی بیوی نے خود کو درختوں کے پتوں میں چھپایا کیونکہ وہ ڈرے۔ آدم اس سے پیشتر خدا کی آواز سے کبھی نہ ڈرا تھا لیکن اب اُسے ڈر لگ رہا تھا۔ جب انہوں نے نیک و بد کی پہچان کے درخت میں سے کھایا تو کوئی چیز آدم اور حوا میں مر چکی تھی، اور اسی سبب سے اُن میں خوف آ گیا تھا۔ یہ اُن کی انسانی روح تھی اور اسی سے اُن میں خدا کے ساتھ رفاقت رکھنے کی لیاقت بھی تھی۔ روحانی موت کی دو اقسام ہیں۔

حقیقی روحانی موت، جو کہ گناہ کی حالت میں خدا سے جُدائی ہے۔ اس کا اطلاق انسان پر ہوتا ہے اور یہ انسان کی پیدائش کے وقت ہی واقع ہو جاتی ہے۔

عوضی روحانی موت، یہ کامل اور بے عیب حالت میں خدا سے جدُائی ہے۔ اس کا اطلاق صلیب پر سے کئے جانے والے نجات بخش کام پر ہوتا ہے جو خداوند یسوع مسیح نے کیا۔

باغِ عدن میں آدم کے گناہِ اوّلین کے سات نتائج ہیں:

1۔ جب آدم نے پہلا گناہ کیا تو اس کے نتیجہ میں اس کی روحانی موت واقع ہو گئی اور زمین پر اُسے جو اختیار حاصل تھا وہ ابلیس کو مل گیا۔

2۔ جب آدم روحانی طور سے مر گیا، وہ تو خدا سے مکمل جُدائی کی حالت میں آ گیا۔ وہ خدا کے ساتھ تعلق بحال کرنے کے لئے کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ خدا نے وہ سب کام کیا، وہ باغ میں آدم کے پاس آیا اور اُس کی روحانی موت کا حل پیش کیا۔

3۔روحانی موت مرنے پر آدم کا وجود دو صفات پر مشتمل رہ گیا، اب اس کے پاس صرف جان اور بدن باقی بچے تھے۔

4۔آدم کے گناہ سے پُرانی گناہ آلود فطرت وجود میں آئی جو کہ نسل کے اعتبار سے تمام نوعِ انسانی میں سرایت کر کے مستقل طور پر قائم ہو گئی۔

5۔یہاں سے ہی انسانی نسل میں شخصی گناہ کا آغاز ہوا اور نسل در نسل لاکھوں لاکھ انسانوں میں پھیل گیا۔ روحانی موت نے نسلِ انسانی کا مستقل احاطہ کر لیا، رومیوں 5:12-21۔اسلئے بے ایمان شخص دو صفات رکھتا ہے، 1 کرنتھیوں 2:14، یہوداہ 19،اور اس وجہ سے ایماندار تین صفات رکھتے ہیں: 1 تھسلنیکیوں 5:23؛ ایوب 32:8؛فلیمون 25؛2 کرنتھیوں 7:13،عبرانیوں 4:12۔

6۔ہر طرح کی انسانی نیکی، کسی بھی طرح کی انسانی لیاقت،اور جو کچھ بھی ہم کر سکتے ہیں، خدا کے ساتھ رفاقت میں بحالی کی بابت مکمل لاچار حالت میں وہ سب باتیں مردہ کام کہلاتے ہیں۔

7۔تجسم اور متحدہ الاقنوم،آدم کے گناہ کا براہِ راست نتیجہ ہے جہاں خداوند یسوع مسیح پہلی آمد کے وقت اس دنیا میں آیا تا کہ اپنی بے مثال عوضی روحانی موت کے وسیلہ انسان کی روحانی موت کا مسئلہ حل کرے۔صلیب پر اُس کا نجات بخش کام، رومیوں 5:12 ''پس جس طرح ایک آدمی (آدم) کے سبب سے گناہ (آدم کا پہلا گناہ) دنیا میں آیا اور گناہ کے سبب سے موت آئی (حقیقی روحانی موت) اور یوں موت (حقیقی روحانی موت) سب آدمیوں میں پھیل گئی اس لئے کہ سب نے گناہ کیا (جب آدم نے گناہ کیا تھا)۔''

انسان اپنی روح کھو بیٹھا اور پرانی گناہ آلود فطرت کا نتیجہ خدا سے اُن کی جُدائی کی صورت میں نکلا۔ اس کے نتیجہ میں اُن کی نسل، انسانی نسل جب پیدا ہوتی ہے تو اُس کی صرف دو صفات ہوتی ہیں، اور اُن میں انسانی روح نہیں ہوتی۔ پیدائش 3:5 ''اور آدم ایک سو تیس برس کا تھا جب اس کی صورت و شبیہ کا ایک بیٹا اس کے ہاں پیدا ہوا۔'' اس کا مطلب ہے بدن اور جان کے ساتھ لیکن اُس کو ایک اور موقع بھی حاصل تھا جیسا کہ آدم کو بھی تھا کہ وہ صلیب پر خداوند یسوع مسیح کے نجات بخش کام پر ایمان رکھے اور نئے سرے سے پیدا ہو۔

جب کوئی مسیح پر ایمان لاتا ہے، روح القدس کی قدرتِ کاملہ اُس کو تین صفات والی حالت میں بحال کر دیتی ہے جو کہ آدم کو گناہ میں گرنے سے پیشتر حاصل تھی۔ نئی پیدائش کے وقت روح القدس ایک انسانی روح خلق کر کے اُسے ابدی زندگی کے ساتھ منسلک کر دیتا ہے، ططس 3 : 5 اور خدا کی باتوں کا فہم عطا کرتا ہے، 1 کرنتھیوں 2:9-14۔

جسمانی پیدائش کے وقت ہم میں سے ہر ایک کے پاس ایک ذہنیت ہوتی ہے، اپنے ذہنی رویہ کو بڑھانے کا موقع ہوتا ہے، تاہم وہ روحانی پیدائش ہے جس میں ایک انسانی روح ہمارے ساتھ منسوب کی جاتی ہے جس کا تعلق جان سے بن جاتا ہے جو کہ ہماری باطنی انسانیت کی وہ جگہ ہے جس کے بارے میں بائبل بیان کرتی ہے۔

یہ بات ہمیں واپس باغِ عدن میں لے جاتی ہے جہاں یہ یکساں موقع موجود تھا کہ گناہ میں گرنے کے خدشہ سے پیشتر آدم اور حوا خدا کے ساتھ رفاقت رکھ سکتے تھے، ہمارے لئے موقع اُس سے بھی عظیم تر ہے، ہم کبھی روحانی طور سے مر نہیں سکتے۔

انسانی روح انسان کا غیر فانی حصہ ہے جو خدا نے ایمان لانے والوں کے لئے، جمع کرنے والوں کے لئے تیار کیا ہے کہ وہ اسے روحانی ظہور کے لئے استعمال کر سکیں۔

ہماری انسانی روح میں ایسے کام ہو رہے ہیں جن کی بابت ہماری جان یا ہماری ذہنیت کو اندازہ بھی نہیں ہو سکتا اور نہ ہی یہ اب تک ہو سکا ہے۔ لیکن جیسے جیسے ہم خدا کے فضل اور اس کی پہچان میں بڑھتے ہیں، ہم اُن تمام عجیب و غریب تبدیلیوں کو تسلیم کرنا شروع کر دیتے ہیں جو ہماری باطنی انسانیت میں ہوتی ہیں، جہاں ہماری اصل روحانی زندگی ہوتی ہے، اور جہاں رومیوں 8:29 کے مطابق ہم خدا کے بیٹے کے مشابہ ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

ذہنی رویوں کی تعلیمات کو سیکھنے کا مطلب ہے اُس کام کو تسلیم کر لینا جو ہماری روحوں کی گہرائی میں ہو رہا ہے۔ رومیوں 8:26 ''اسی طرح روح بھی ہماری کمزوری میں مدد کرتا ہے کیونکہ جس طور سے ہم کو دعا کرنا چاہیئے ہم نہیں جانتے مگر روح خود ایسی آہیں بھر بھر کر ہماری شفاعت کرتا ہے جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔''

''بیان نہیں ہو سکتا'' کیونکہ اس کے لئے ایسے الفاظ درکار ہوتے ہیں جو ہمارے ذہنی رویّے کی سوچ سے بھی زیادہ ''گہرے'' ہیں۔ رومیوں 8:27 ''اور وہ (خدا باپ) دلوں کا پرکھنے والا جانتا ہے کہ روح (پاک روح) کی کیا نیّت ہے کیونکہ وہ (خدائے پاک روح) خدا کی مرضی کے موافق مقدّسوں کی شفاعت کرتا ہے۔ اسی لئے زبور 37:4 میں بیان کیا گیا ہے کہ ''خداوند میں مسرُور رہ اور وہ تیرے دل کی مرادیں پوری کرے گا۔''

یہ حقیقت میں ممکن ہے کہ خدا آپ کے اندر امیدیں اور مرادیں رکھے۔ وہ

آپ کی آزاد مرضی میں خلل ڈالے بغیر ہی ایماندار کے دل میں تحاریک کا بیج بوتا ہے۔

پولس کے ساتھ بھی ایسی ہی انوکھی بات رونما ہوئی جب وہ پُکار اٹھا ،فلپیوں 1 : 23 کے ہمارے وضاحتی ترجمہ کے مطابق''میں دونوں طرف پھنسا ہوا ہوں (21ویں آیت میں جینے اور مرنے کی بابت حوالہ)، میرا جی تو یہ چاہتا ہے کہ کُوچ کر کے مسیح کے پاس جا رہوں کیونکہ یہ بہت ہی بہتر ہے۔'' یاد رکھیں ، یہ وہی پولس ہے جو مسیح یسوع میں اپنے یہودی بھائیوں کی محبت کی شدّت میں بھی پُکار اٹھا تھا۔

رومیوں 3:9 '' کیونکہ مجھے یہاں تک منظور ہوتا کہ اپنے بھائیوں کی خاطر جو جسم کی رُو سے میرے قرابتی ہیں میں خود مسیح سے محروم ہو جاتا۔''

پولس یہاں متضاد احساس ظاہر کرتا ہے،تو بھی یہ دونوں انسانی روح کی گہرائی میں کامل مطابقت رکھتے ہیں۔ ہماری روحوں کی گہرائی میں کچھ ایسا کام جاری ہے جو کبھی تبدیل نہیں ہوتا اور اکثر اوقات تو ہم اِسے سمجھ ہی نہیں پاتے۔

2 کرنتھیوں16:4 ''اس لئے ہم ہمت نہیں ہارتے بلکہ گو ہماری ظاہری انسانیت زائل ہوتی جاتی ہے پھر بھی ہماری باطنی انسانیت روز بروز نئی ہوتی جاتی ہے۔''

آپ کے اندر ایک ایسا ارادہ موجود ہے جس کا آغاز خدا کی طرف سے ہوا ہے، ایسا ارادہ جو خدا کے لئے ہے اور اُس کی بادشاہت کے لئے خوب ہے۔ وہ ایماندار جو کسی بات سے متاثر ہوا ہو اور اُس میں تلخی آ گئی ہو، ایسا ایماندار جسے دوسرے ایماندار کے سلوک کی وجہ سے دل شکنی کا سامنا ہوا ہو، یا دنیا میں کوئی بھی اور شخص ، جو رنجیدہ ہو،

یا کوئی ایماندار جو خدا کے ساتھ ناراض ہو کہ وہ انصاف سے نہیں چلتا، یہ ایسی صورت حال نہیں ہے جس میں اُس کی مرضی خدا کی مرضی سے مطابقت رکھتی ہو۔ بلکہ وہ ایسی حالت میں ہے جہاں خودی پروان چڑھتی ہے اور وہ دل کے خیالوں کے تابع ہے۔

ہم خدا کی مرضی کو ہر وقت سمجھ نہیں پاتے بلکہ اُس کے کامل اختیار پر بھروسہ رکھنا ایک الگ معاملہ ہے۔ جب ایماندار محض اپنے ذہنی رویّہ پر ہی بھروسا کرے یا خدا کی بابت اپنا خیال قائم رکھے کہ اُسے کیسا ہونا چاہیئے، اور جب خدا اُس کی سوچ کے مطابق عمل نہ کرے تو اُسے یقیناً دل شکنی کا سامنا ہوگا اور ایسی صورت میں اُس کے ذہنی رویہ کا گناہ میں مصروف ہو جانا انتہائی آسان دیکھا گیا ہے۔ جب ایماندار مسیح پر دھیان گیان میں گہرائی لائے، تو وہ بیرونی حالات جو اذیت، تشدد، ناانصافی سے پیدا ہوئے ہوں یا ان حالات کو خدا کی بے انصافی اور اُس کی ناخوشی خیال کیا جا رہا ہو تو ایسے خیالات جاتے رہتے ہیں اور ان پر کوئی ردِ عمل بھی نہیں ہوتا۔

کلیسیائی دور کے ایماندار کے لئے روحانی اختیار کی نمائندگی اُس وقت ظاہر ہوتی اور اس کا تجربہ حاصل ہوتا ہے جب بائبل کی تعلیم کو دل سے قبول کیا جائے اور آپ کی جان کی افواج کی صفِ اوّل میں اس کا تقرر ہو جائے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں گھمسان کی جنگ شروع ہو جاتی ہے۔ کلیسیائی دور کے ایماندار کو لازمی یہ علم ہونا چاہیئے کہ اُسے مسیحی طرزِ حیات میں کس وقت جارحانہ انداز اپنانا ہے اور کب دفاعی عمل کرنا ہے۔ خدا نے اس روحانی اختیار کی نمائندگی سوچ کے وسیلہ، ذہنی رویہ کے وسیلہ اور خدا کی سوچوں کو سمجھنے کے وسیلہ کی ہے۔